

مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی کی سیرت نبوی پر

تازہ ترین کتاب



بنی رحمت

بنی رحمت پیغمبر خدا محسن عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
حیات طیبہ اور سیرت مبارکہ جس کی تالیف و ترتیب میں قدیم و جدید معلومات و
تحقیقات سے فائدہ اٹھانے کی امکانی کوشش کی گئی ہے۔ زمانہ بعثت کی تصویق
معاصر دنیا، جزیرۃ العرب اور حجازی اہم اور قدیمی سیاسی و تاریخی پس منظر
واقعات و حالات، ہدایات و تعلیمات اور نتائج و اثرات کی مستند روایت
جو ہر دور میں افراد و اقوام اور نفع انسانی کی ہدایت و رہنمائی کی طاقت
صلاحیت سے معمور ہے۔ دلکش و دلنشیں انداز بیان
خوبصورت فوٹو آفسیٹ کی طباعت۔ قیمت تیس روپے

مکتبہ اسلام، ۳ گوسن روڈ، لکھنؤ، یو پی، انڈیا

وَرِضْوَانٍ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرًا
اُورَانڈی رضانندی سبک بڑی چھپرہ

رضوان

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

رضوان

دفعہ ماہنامہ رضوان لکھنؤ

R No. 2416/57

L/W NP 58

MONTHLY

RIZWAN

LUCKNOW.

انسان کی تلاش
مذہب یا تہذیب
حسن معاشرت

مکتبہ اسلام گون روڈ لکھنؤ

only cover Printed at Azo Printers Kacheha Hata, Lucknow.

SEPTEMBER 1978

بیادگار امیر المومنین

مقام خواتین کا دینی ترجمان

ضیوان

ماہ نامہ

لکھنؤ

جلد (۲۲) اکتوبر ۱۹۷۸ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ نمبر (۱۰)

مدیر - معارف و اُدب

امامہ حسنی - میمورہ حسنی

محرر ثانی حسنی

ایک روپیہ

دس روپیہ

ڈیرہ پاؤنڈ

فہرستہ

مالانہ جیدہ

ممالک غیر مشمولہ پاکستان

ماہ نامہ ضیوان گون روڈ لکھنؤ

پبلشرز: ماسٹر پبلشرز

کیا اور کہاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم	۳	محمد حمزہ حسنی
حج	۵	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ
حدیث کی روشنی میں	۶	امنا اللہ نسیم
انوار بیت اللہ	۹	انذار حرم حمید صدیقی
اسوہ صحابیات	۱۰	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
انبیاء علیہم السلام کی مائیں	۱۳	محمد داصل عثمانی
پیمانہ بہ پیمانہ	۲۱	ساجد صدیقی
کل کی خبر نہیں	۲۲	عقیدہ رافع عثمانی
سلام	۲۴	محمد بدر احمد
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۲۸	شہد سلیمان ندوی
جب تراذ کر کیا	۳۰	عناقل کرناٹ
نصیحت و عبرت	۳۱	باب الدین
سچی باتیں	۳۲	مولانا عبد الماجد دریا آبادی
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	۳۶	
خوش ذالغہ	۳۸	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد حمزہ حسنی ندوی

دنیا کے کسی بھی مذہب میں اسلام کے علاوہ تبلیغ کا حکم نہیں دیا گیا ہے ہر مذہب ایک محدود اور مختصر حلقہ اور قوم کے لئے تھا، جیسا کہ دوسرے مذاہب کی کتابوں اور ان کے بانوں کے اقوال اور تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے، چاہے وہ یہودی مذہب ہو، عیسائی مذہب ہو یا ہندو یا بڑھ مذہب بعد کے لوگوں نے اس میں تبدیلی کی اور تبلیغ کو اپنے اپنے مذہب میں دخل کیا اور مذہب کا جڑ بنا دیا۔

اور جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، اسلام میں تبلیغ اور دین کی اشاعت پر بہت زور دیا گیا ہے اور جو لوگ اس کام میں کاہلی کرتے ہیں اور اس فریضہ کو انجام نہیں دیتے ہیں ان کو آخرت کی پکڑ سے ڈرایا گیا ہے۔

آئیے ہم آپ خود اپنی حالت پر غور کریں اور اپنی جانچ خود کریں کہ ہم تبلیغ کے اس فریضہ کو انجام دیتے ہیں یا نہیں اور اگر اس فریضہ کی ادائیگی کرتے ہیں تو کس حد تک: سوچئے اور فکر کرنے کی بات ہو وہ قومیں جو گمراہ ہیں اور ان کا مذہب بگڑا ہوا مذہب ہے اور ان کے یہاں دین کو پھیلانے اور دین کی باتوں کو دوسروں تک پہنچانے کا کوئی طریقہ نہیں تھا لیکن انہوں نے محض اپنے مذہب کو بچانے کے لئے اور پھیلانے کے لئے اور عام کرنے کے لئے زبردستی بغیر کسی بنیاد کے تبلیغ کا مشہاس میں داخل کر دیا اور اس میدان میں پوری طاقت اور تیزی کے ساتھ کام کرنے لگے، آپ عیسائیوں کو لے لیجئے۔

۶۰ برس کی حکومت میں کیا ہو سکتا ہے

اس وقت دنیا کے ہر ملک میں یہاں تک کہ افریقہ کے جنگلوں میں بھی جو آدمیاں ہیں عیاشی ملتے اور مذہب پھیلانے والے ملیں گے اور اس کے برعکس ہم مسلمان تمنا میں اور آرزو میں تو یہ بھی رکھتے ہیں کہ ساری دنیا میں سلام پھیل جائے ہر آدمی مسلمان ہو جائے لیکن جہاں تک کوشش کرنے اور قربانی دینے کا سوال ہے سب کے پیچھے ہم ہی نظر آتے ہیں۔

اس بارے میں سب سے زیادہ ذمہ داری ہماری بہنوں کی ہے کہ وہ اپنے بھائی بیٹے، خاوند کو اس پر تیار کریں اور اگر ان کے گھر کا کوئی فرد تبلیغ میں نکلتا ہے اور اس کے نکلنے کا وجہ سے گھر والوں کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے، تو اس کو ثواب جان کر خوشی خوشی برداشت کریں بلکہ اس پر فخر کریں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ان کو تکلیف اٹھانی پڑی، کیونکہ یہ تکلیف مصیبت نہیں بلکہ عین راحت اور انعام خداوندی ہے، کیوں کہ یہ راستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاک صحابہ کا راستہ ہے، آپ خود اور صحابہ کرام جہاد یا تبلیغ کرنے جاتے تھے تو ان کے گھر والوں کو کتنی تکلیفیں اٹھانی پڑتی تھیں، فاقے ہوتے تھے، بیماری آزاری ہوتی تھی لیکن ان سب کے باوجود کبھی ان حالات کا شکوہ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ان کو انعام خداوندی سمجھ کر شکرانہ ادا کیا جاتا تھا۔

اسی لیے کہ بہنیں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں گی اور صحابہ کی طرح اسلام کے راستے پر ہر طرح کی قربانی پیش کریں گی اور اسلام کی تبلیغ کو انجام دینے کی کوشش کریں گی۔

ایک درخواست

قارئین رضوان دلیہ نکتہ صاحبہ سے واقف ہوں گے ان کی والدہ جمیلہ خاتون (جن کے مضامین رضوان میں متعدد بار چھپے ہیں) کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم ایک اللہ والی ذاکر و شاغل خاتون تھیں۔ سب بہنوں سے درخواست ہے کہ مغفرت کی دعا فرمائیں اور ایصالِ ثواب سے دریغ نہ کریں۔



حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ

حج کی فرضیت :-

اسلام کے ارکان میں سے آخری رکن حج ہے قرآن شریف میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفِيْرٌ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

اور اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں جو لوگ نہ مانیں تو اللہ بے نیاز ہے سب دنیا سے۔

اس آیت میں حج کے فرض ہونے کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہی بتلایا گیا ہے کہ وہ صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو وہاں پہنچنے کی طاقت اور حیثیت رکھتے ہیں اور آیت کے آخری حصہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے حج کرنے کی استطاعت اور طاقت دی ہو اور وہ ناشکری سے حج نہ کریں (جیسے کہ آج کل کے بہت سے مالدار نہیں کرتے) تو اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز اور بے پروا ہے۔ لے کر ان کے حج نہ کرنے سے اس کا تو کچھ نہ بگڑے گا البتہ اس ناشکری اور کفرانِ نعمت کی وجہ سے یہ ناشکرے بندے خود ہی اس کی رحمت سے محروم رہ جائیں گے اور ان کا انجام خدا خواستہ بہت برا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ

اس وقت دنیا کے ہر ملک میں یہاں تک کہ افریقہ کے جنگلوں میں بھی جو آبادیاں ہیں عیانی رہتی اور مذہب پھیلانے والے نہیں گئے اور اس کے برعکس ہم مسلمان تھے اور آرزو نہیں تو یہ بھی رکھتے ہیں کہ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے ہر آدمی مسلمان ہو جائے لیکن جہاں تک کشش کرنے اور قربانی دینے کا سوال ہے سب کے پیچھے ہم ہی نظر آتے ہیں۔

اس بارے میں سب سے زیادہ ذمہ داری ہماری بہنوں کی ہے کہ وہ اپنے بھائی بیٹے، خاوند کو اس پر بتا کر رہیں اور اگر ان کے گھر کا کوئی فرد تبلیغ میں نکلے اور اس کے نکلنے کا وجہ سے گھر والوں کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے، تو اس کو ثواب جان کر خوشی خوشی برداشت کریں بلکہ اس پر فخر کریں کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ان کو تکلیف اٹھانی پڑی، کیونکہ یہ تکلیف مصیبت نہیں بلکہ عین راحت اور انعام خداوندی ہے، کیوں کہ یہ راستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاک صحابہ کا راستہ ہے، آپ خود اور صحابہ کرام جہاد یا تبلیغ کرنے جاتے تھے تو ان کے گھر والوں کو کتنی تکلیفیں اٹھانی پڑتی تھیں، فاقے بیوتے تھے، بیماری آزاری ہوتی تھی لیکن ان سب کے باوجود کبھی ان حالات کا شکوہ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ان کو انعام خداوندی سمجھ کر شکرانہ ادا کیا جاتا تھا۔

امید ہے کہ بہنیں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں گی اور صحابیات کی طرح اسلام کے راستہ پر ہر طرح کی قربانی پیش کریں گی اور اسلام کی تبلیغ کو انجام دینے کی کوشش کریں گی۔

ایک درخواست

قارئین رضوان دلیر نکتہ صاحبہ سے واقف ہوں گے ان کی والدہ جمیلہ خاتون احسن کے مضافی رضوان میں متعدد بار بھیجے ہیں، کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم ایک اللہ والی ذاکر و شاعر خاتون تھیں سب بہنوں سے درخواست ہے کہ مغفرت کی دعا فرمائیں اور ایصالِ ثواب سے دریغ نہ کریں۔



حضرت مولانا محمد منظور عثمانی مدظلہ

حج کی فرضیت :-

اسلام کے ارکان میں سے آخری کلمہ حج ہے قرآن شریف میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰی النَّاسِ حَجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَّمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفِيْرٌ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

اور اللہ کے واسطے بہت آسان ہے کہ ان لوگوں پر جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں جو لوگ نہ مانیں تو اللہ بے نیاز ہے سب دنیا سے۔

اس آیت میں حج کے فرض ہونے کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو وہاں پہنچنے کی طاقت اور حیثیت رکھتے ہیں اور آیت کے آخری حصہ میں اس طرز بھی اشارہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے حج کرنے کی استطاعت اور طاقت دی ہو اور وہ ناشکری سے حج نہ کریں (جیسے کہ آج کل کے بہت سے مالدار نہیں کرتے) تو اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز اور بے پردا ہے، لے کر ان کے حج نہ کرنے سے اس کا تو کچھ نہ بگڑے گا اللہ اس ناشکری اور کفرانِ نعمت کی وجہ سے یہ ناشکرے بندے خود ہی اس کی رحمت سے محروم رہ جائیں گے اور ان کا انجام خدا نخواستہ بہت برا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ۔

جب کسی کو اللہ نے اتنا دیا ہو کہ وہ حج کرے لیکن اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو کوئی پردا نہیں کہ خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

بھائیو! اگر ہمارے دل میں ایمان و اسلام کی کچھ بھی قدر ہو اور اللہ اور رسول سے کچھ بھی تعلق ہو تو اس حدیث کے معلوم ہو جانے کے بعد ہم میں سے کسی ایسے شخص کو حج سے محروم نہ رہنا چاہئے جو وہاں پہنچ سکتا ہو۔

حج کی فضیلتیں اور برکتیں:-

بہت سی حدیثوں میں حج کی اور حج کرنے والوں کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں۔ یہاں ہم صرف دو حدیثیں ذکر کرتے ہیں ایک حدیث میں ہے۔

”حج اور عمرہ کے لئے جانے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص مہمان ہیں اور اللہ

سے دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور مغفرت مانگیں تو بخشش ہم میں صحابہ دیتا ہے۔“

ایک دوسری حدیث میں ہے:-

”جو شخص حج کرے اور کوئی شخص اور بے ہودہ حرکت نہ کرے اور اللہ کی نافرمانی

نہ کرے تو گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو کر واپس آئے گا جیسا وہ اپنی

پیدائش کے وقت بالکل بے گناہ تھا۔“

حج کی نفلدلتیں:-

حج کی برکت سے گناہوں کی معافی اور جنت کی نعمتیں جو حاصل ہوتی ہیں وہ تو انشاء اللہ

پوری طرح آخرت میں ملیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی خاص تجلّی گاہ اور اس کے انوار کے خاص

مرکز بیت اللہ شریف کو دیکھ کر اور مکہ معظمہ کے ان خاص مقامات پر پہنچ کر جہاں حضرت

ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کی اور ہمارے نبی و رسول سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خاص یادگاہیں اب تک موجود ہیں ایمان والوں کو جو لذت و دولت حاصل ہوتی ہے (بقیہ ۲۰ پر)

حیث

کی روشنی میں

امتہ اللہ تسنیم

اللہ کی طرف رجوع کی قیمت

حضرت ابو سعید الخدری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی قوم میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے خون کئے تھے اس نے زمین میں سب سے بڑے عالم کے متعلق دریافت کیا، لوگوں نے ایک راہب کا پتہ دیا وہ اس کے پاس آیا اور کہا میں نے ننانوے خون کئے ہیں کیا میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے، کہا نہیں اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا تو پورے ستو ہو گئے، پھر وہ زمین کے سب سے زیادہ جاننے والے کے متعلق دریافت کیا، لوگوں نے ایک مرد عالم کا پتہ دیا وہ گیا اور کہا کہ میں نے ستو آدمی قتل کئے ہیں کیا میری بخشش ہو سکتی ہے؟ کہا ہاں! کون سی چیز بخوات اور توبہ کے درمیان حائل ہے، تم فلاں زمین کی طرف جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور پھر اس زمین کی طرف قصد نہ کرنا کیونکہ یہ جگہ تمہارے لئے بڑی ہو گئی ہے۔ وہ روانہ ہوا آدھا راستہ طے ہوا تھا کہ موت کا

نہ اس اللہ کے بندے کے دل میں بھانسن کی سی کھٹک تھی جو اس کو بے چین کئے ہوئے تھی اس کا دل بالکل بڑا نہیں ہوا تھا اس غلطی و جستجو نے اس کی مغفرت اور مغفولیت کا سامان کر دیا۔ دل کی یہ بھانسن اور غلطی بڑی بڑا ہے اس کے نہ ہونے سے ہزاروں محروم رہ گئے اور اس کی وجہ سے ستو بے گناہ بندوں کا فانی خدا کی رحمت سے داخل ہوا۔ جس مقام اور ماحول میں آئی تھی نے بے دینی اور گناہ و غفلت کی زندگی گزار دی جو اکثر اوقات (۱) (صفحہ ۲۰ پر)

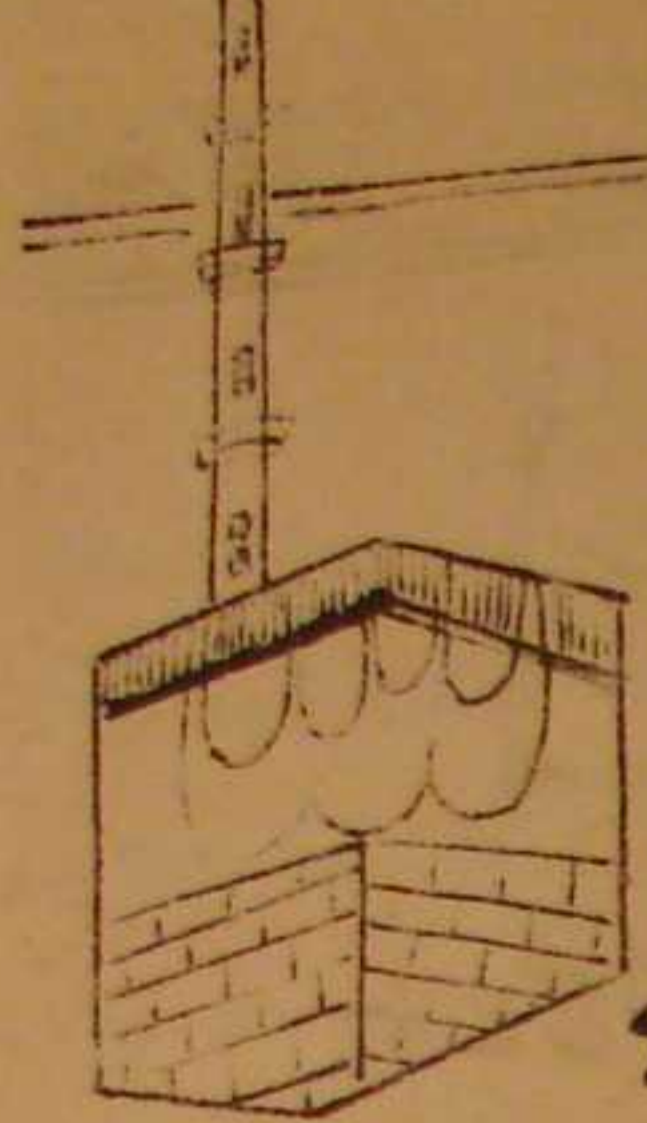
پیغام آیا رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے نے کہا کہ یہ تائب ہو کر اور اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کرتے ہوئے آیا ہے عذاب کے فرشتے نے کہا کہ اس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ اسی وقت ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا تو انہوں نے اس کو اپنے درمیان فیصلہ کرنے والا بنایا۔ اس نے کہا دونوں زمینوں کو ناپو، کون زمین اس سے قریب ہے انھوں نے ناپا تو اس زمین کو زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا تو رحمت کے فرشتے نے اس کی روح قبض کی۔

(بخاری مسلم)

ایک صحیح روایت میں ہے کہ اس نیک بستی کے قریب ایک بالشت سے زیادہ تھا تو اس کے رہنے والوں میں شمار کیا گیا۔ اور ایک صحیح روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو حکم دیا کہ دور ہو جا اور اس زمین کو حکم دیا کہ قریب ہو جا اور کہا دونوں زمینوں کو ناپو جب ناپا تو اس زمین کو ایک بالشت قریب پایا پس اس کو بخش دیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس آدمی نے اپنے گنہگاروں کو اس زمین کے قریب کیا۔

اس ماحول میں اپنے سے اپنی اصلاح اور بددلی بہت مشکل ہوتی ہے۔ مقام کی تبدیلی اچھا ماحول اپنے عمل اور اچھی زندگی کے لئے بہت مددگار ثابت ہوتی ہے یہ لکھا نیرت کی ایک صلحت ہے پھر توبہ کی قبولیت اور اجر کے لئے زائد توبہ کے ساتھ عملی حرکت اور کچھ ایثار و کوشش بہت مفید ہوتی ہے۔ اس سے اس اللہ کے بندے کی بے حسرت اور کوشش کا پتہ چلتا ہے کہ آخر قدرت تک وہ ہمت نہیں ہارے اور کوشش بند نہیں کا یہی چیز اللہ کو پسند ہے ۱۱

انوار بیت اللہ



جلوہ کعبہ سے دل بے ہوش ہے
 کس غضب کا آج کیف و جوش ہے
 دیکھ کر انوار بیت اللہ کے
 دل سے سکتے میں زباں خاموش ہے
 محو کر دیتی ہے آواز اذال
 جس کو دیکھو وہ سراپا گوش ہے
 پردہ کعبہ کیوں نظر میں لوٹ
 کیا وہ اس پردہ میں خود روپوش ہے
 سائے میناب رحمت میں ہوں میں
 و احطیم پاک کی آنکھوں میں
 جھومتی آتی ہے طیبہ سے گھٹا
 کس قدر ابر کرم کا جوش ہے
 چاہ زم زم پر کھڑے ہیں تشنہ لب
 ہر طرف گلہ بانگ نونانوش ہے
 ساتی کوثر کی دھن ہے اور حمیت
 بے پے سرشار ہے مدہوش ہے

زار الحرم
 حمید صدیقی

اسوہ صحابیات

حضرت شیخ احمد میث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

حضرت عائشہ صدیقہ

ایک مرتبہ حضرت عائشہ کی خدمت میں دو گونین درہموں کی بھر کر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ سے زیادہ درہم تھے حضرت عائشہ نے طباق منگایا اور ان کو بھر بھر کر تقسیم فرمایا شروع کر دیا اور شام تک سب ختم کر دیے ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا۔ خود روزہ دار تھیں افطار کے وقت باندی سے کہا افطار کے لئے کچھ لے آؤ وہ ایک روٹی اور زیتون کا تیل لائیں اور عرض کرنے لگیں کیا اچھا ہوتا کہ ایک درہم کا گوشت ہی منگوا لیتیں آج ہم روزہ گوشت سے انظار کر لیتے فرماتے نکس اب طعن دینے سے کیا ہو اس وقت یاد دلا دیتی تو منگاسکتی حضرت عائشہ کی خدمت میں اس نوع کے نذرانے امیر معاویہؓ و حضرت عبداللہؓ ابن زبیرؓ وغیرہ حضرات کی طرف سے پیش کئے جاتے تھے کیونکہ وہ زمانہ فتوحات کی کثرت کا تھا۔ مکانوں میں غل کی طرح اشرفیوں کے انبار پٹے رہتے تھے اور اس کے باوجود اپنی زندگی نہایت سادہ اور نہایت معمولی گزاری جاتی تھی حتیٰ کہ افطار کے واسطے بھی اما کے یاد دلانے کی ضرورت تھی۔ پچیس ہزار روپے کے قریب تقسیم کر دیا اور یہ بھی خیال نہ آیا کہ سیر روزہ ہے اور گوشت بھی منگانا ہے آج آج کل ۔۔۔۔۔۔ اس قسم کے واقعات اتنے دور ہو گئے ہیں کہ خود واقعہ کے سچا ہونے میں تردید ہونے لگا لیکن اس زمانہ کی عام زندگی جن لوگوں کی نظر میں ہے ان کے نزدیک یہ اور اس قسم کے سینکڑوں واقعات کچھ تعجب کی چیز نہیں، خود حضرت عائشہ کے

بہت سے واقعات اس کے قریب قریب ہیں ایک دفعہ روزہ دار تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک فقیر نے آکر سوال کیا خادمہ سے فرمایا کہ وہ روٹی اس کو دے دو اس نے عرض کیا کہ افطار کے لئے گھر میں کچھ نہیں فرمایا کیا مضائقہ ہے وہ روٹی اس کو دیدو اس نے دیدی حضرت عائشہؓ نے حضور راقہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی محبت تھی وہ کسی سے مخفی نہیں حتیٰ کہ حضور نے جب کسی نے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے تو آپ نے فرمایا عائشہؓ اس کے ساتھ ہی مسائل سے اتنی زیادہ واقفیت تھی کہ ہر شے سے بڑے صحابہ مسائل کی تحقیق کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے حضرت حیرلی علیہ السلام انکو سلام کہتے تھے جنت میں بھی حضرت عائشہؓ کو بیوی ہونے کی بشارت دی گئی ہے منافقوں نے آپ پر تہمت لگائی تو قرآن شریف میں آپ کی ہرأت نازل ہوئی، خود حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ دس خصوصیات مجھ کو ایسی ہیں کہ کوئی دوسری بیوی اس میں شریک نہیں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود اللہ کے خوف کا یہ حال تھا کہ فرمایا کرتی تھیں کہ کاش میں درخت ہی ہو جاتی کہ تسبیح کرتی رہتی اور کوئی آخرت کا مطالبہ نہیں ہوتا، کاش میں پتھر ہوتی کاش میں مٹی کا ڈلا ہوتی، کاش میں پیدا نہیں ہوتی، کاش میں درخت کا پتہ ہوتی، کاش میں گھاس ہوتی؛

صحابیات کا جذبہ جہاد

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مردوں کو تو جہاد میں شرکت کا شوق تھا ہی جس کے واقعات کثرت سے نقل کئے جاتے ہیں، عورتیں بھی اس چیز میں مردوں سے پیچھے نہیں تھیں ہمیشہ مشتاق رہتی تھیں اور جہاں موقع مل جاتا پہنچ جاتیں، ام زیاد کہتی ہیں کہ خیبر کی لڑائی میں ہم چھ عورتیں جہاد میں شرکت کے لئے چل دیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو ہم کو بلایا، حضور کے چہرہ پر غصہ کے آثار تھے، فرمایا کہ تم کس کی اجازت سے آئیں اور کس کے

ساتھ آئیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اول بننا آتا ہے اور جہاد میں اس کی ضرورت بڑھتی ہے، زخمیوں کی دوائیں ہی ہمارے پاس ہیں اور کچھ نہیں تو مجاہدین کو تیر پکڑانے میں مدد دیں گے اور جو بیمار ہوگا اس کی دوا دارو دہو سکے گی حضور نے ٹھہر جانے کی اجازت دے دی۔

حق تعالیٰ شانہ نے اس وقت عورتوں میں بھی کچھ ایسا دلولہ اور جرات پیدا فرمائی تھی جو آج کل مردوں میں بھی نہیں ہے، دیکھئے یہ سب اپنے شوق ہی سے پہنچ گئیں اور کتنے کام اپنے کرنے کے تجویز کر لئے جنہیں کی لڑائی میں ام سلیم باوجود کیہ حالہ تھیں بعد اللہ بن ابی طلحہ پیٹ میں تھے شریک ہوئیں اور ایک خنجر ساتھ لئے رہتی تھیں حضور نے فرمایا یہ کس لئے ہے عرض کیا اگر کوئی کافر میرے پاس آئے گا تو اس کے پیٹ میں بھونک دوں گی حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ اور ام سلیم کو دیکھا کہ نہایت مستعدی سے مشک بھر کر لاتیں تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور جب پانی خالی ہو جاتا تو پھر پھر لاتیں۔

حضرت اسماء کی سخاوت

حضرت اسماء بڑی سخی تھیں اول جو کچھ خرچ کرتی تھیں، اعزاز سے ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں مگر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاندہ باندہ کے نہ رکھا کرو اور حساب نہ لگایا کرو جتنا بھی قدرت میں ہو خرچ کیا کرو، تو پھر خوب خرچ کرنے لگیں، اپنی بیٹیوں اور گھر کی عورتوں کو نصیحت کیا کرتی تھیں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے میں ضرورت سے زیادہ ہونے اور بچنے کا انتظار نہ کیا کرو اگر ضرورت سے زیادہ ہونے کا انتظار کرتی رہو گی تو ہونے کا نہیں کیوں کہ ضرورت بڑھتی ہی رہے گی اور صدقہ کرو گی تو صدقہ میں خرچ کر دینے سے نقصان میں نہ رہو گی۔

ان حضرات کے پاس جتنی جنگی اور ناداری تھی اتنی ہی صدقہ و خیرات اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنا گنہائش اور دوستی تھی۔ آج کل مسلمانوں میں فلاس ونگی کی عام شکایت ہو مگر شاید ہی کوئی جاہل

زندیا علیہم السلام کی مائیں
محمد و اصل عثمانی

اللہ تعالیٰ نے ماں کو بہت بڑا رتبہ بخشا ہے۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام سے عام انسانوں تک کی ماؤں کا رتبہ اور درجہ ہے کہ بغیر ان کی خدمت اور فرمانبرداری کے کوئی بھی آدمی صحیح معنوں میں انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں کا جائزہ لیا جائے تو اکثر انبیاء اپنی ماں کی خدمت اور ادب و احترام ہی میں مصروف نظر آئیں گے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماں کی خدمت اور عظمت میں ہی انسان کی برتری اور بہتری ہے۔ ہم یہاں صرف چند نمبروں کی ماؤں کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی دعا اور خدمت سے انھوں نے اپنی عاقبت سنوارنے میں چار چاند لگائے ہیں۔

حضرت اسمعیل علیہ السلام کی ماں

اگر انسانیت کی پوری تاریخ کھنگالی جائے اور ماں کی محبت تقدس، احترام، خلوص اور ایثار کا جائزہ لیا جائے تو حضرت ہاجرہ کا کردار بے مثل ان کی محبت بے پناہ اور بچے کی نگہداشت کے سوا کوئی اور واقعہ اتنا اہم بالمشان نظر نہیں آئے گا، اگر ماؤں کی تاریخ مرتب کر کے رقم کی جائے تو صرف حضرت ہاجرہ کا تذکرہ اس پورے تذکرے پر اس طرح حاوی ہوگا گا کہ دوسری تمام ماںیں اس کی ضیاء سے فیضیاب ہوتی نظر آئیں گی۔ عرب کا تپتا ہوا گریبان دور دور پر سبزے کا فقدان تپتی چٹانیں آگ اگلتی ہوئی پہاڑیاں جن پر نگاہ ڈالنے سے آنکھوں میں تپش اور جلن سی محسوس ہونے لگے اور پھر تند و تیز سفاحیں اپنی جدت سے

پہاڑی وا دیوں کو تنور بنائے ہوئے ہوں تو اس وا دی میں انسانی وجود کا تصور اور وہ بھی
کیسے انسان ایک بچہ شیر خوار اور اس کی ماں جھنٹ نازک کہا جاتا ہے اس میں اس طرح بچے
ہوں جنہیں اپنے پروردگار کی قدرت کا پورا پورا یقین ہو اور ایمان ہو، شریک حیات وٹی
کے چن مگر بڑے پانی کا ایک مشکیزہ رکھ کر واپس ہو رہا ہو یا چہرہ پوچھ رہی ہوں کیلئے انہیں
یہ سب کیا ہو رہا ہے پانی کا ایک مشکیزہ اور روٹی کے چند ٹکڑوں پر ہمارا کیسے گزر ہوگا۔
اور اس کے بعد ہمارا کیا ہوگا۔ اور وہ کہتے ہوئے جا رہے ہوں کہ اللہ پر بھروسہ رکھو
میں اس کے حکم سے تم دونوں کو یہاں چھوڑ کر جاتا ہوں۔ ماں کا صبر دیکھنے اپنے ادنیٰ نظر
نہیں رکھتی بچے کی معصوم صورت پر نظر ڈال کر اللہ کے آگے تسلیم خم کرتی ہے۔ اڑھایا
رگڑ رگڑ کرنے کا تصور سامنے ہو تو اس وقت ماں کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ ماں کی
ماتن کو جوش آ رہا ہو مگر پیکر تسلیم اور رضا ہی ہوئی اپنے جگر گوشہ کو سینے سے چپکائے
ہوئے قدرت خداوندی کے کرشمے کی منتظر ہے۔ آخر وہی ہو اپانی کا مشکیزہ آخری قطرہ
بھی اپنے شکم سے انڈیل کر بے چارگی کا اظہار کر رہا ہے۔ شرمندگی سے آنکھیں خشک ہو گئی
ہیں اور تراوٹ و تازگی کا نام بھی باقی نہیں ہے مشکیزہ اپنی بے چارگی اور بے بسی پر
ماتم کناں ہے۔ کاش اس وقت ندامت کے کچھ آنسو ہی مشکیزہ سے ابل پڑتے کہ ننھے کی
جان بچ جاتی۔ حضرت ہاجرہ بے قرار اور بے چین ہو جاتیں تاکہ پانی کی تلاش میں ادھر
ادھر نظر دوڑاتی ہیں۔ ادھر پانی کا وجود نہیں۔ ادھر بچے کا وجود معرض خطرہ میں پڑ رہا ہے
پانی کی جستجو میں دوڑتی جاتی ہیں تو بچہ چھوڑتے نہیں بنتا اور اگر بچہ کو لے بھیٹی رہتی
ہیں تو پانی کہاں سے لائیں۔ سامنے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ سوچتی ہیں چلو اس پر چڑھ
کر دو کہیں نظر دوڑائیں شاید پانی نظر آجائے صفا پر جاتی ہیں پانی نظر نہیں آتا۔
البتہ تھوڑی دور پر ایک پہاڑی نظر آرہی ہے جو صفا کے سامنے دوڑتی ہیں اور اس
پہاڑی پر جا کر نظر دوڑاتی ہیں۔ اسی طرح صفا سے مردہ اور مردہ سے صفا کی دوڑ ہو رہی

ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیر ہا ہے کہ دیکھو غور کرو اس ماں کی محبت نہیں تمام
امت مسلمہ کے لئے فرض کرنا ہے۔ میں آنے والی نسلوں کو قیامت تک یونہی دوڑنا ہوا دکھنا
چاہتا ہوں۔ اس کے بعد ہی ماں کی بے قراری پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آتا ہے۔ اور
یکبارگی حضرت اسمعیل کی ایتھوں کی رگڑ سے بچہ کا دل موم بن جاتا ہے چشمہ آب شیریں کا
ابل پڑتا ہے جس میں سے پانی بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ پانی نہیں بلکہ آب حیات تھا۔ صرف
ان ماں بیٹے کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی ان نسلوں کے لئے جنہوں نے ملت ابکم
ابراہیم پڑھنے کا عہد کیا ہے۔ حضرت ہاجرہ زم زم کہہ کر اسے روکتی ہیں۔ بچے کو یہ پانی پلا
کر اللہ کا شکر بجالاتی ہیں۔ مینڈھ باندھی جا چکی ہے پانی کو روک لیا گیا ہے۔ طائران
خوشنوا اڑتے ہوئے پانی کی تلاش میں ادھر آتے ہیں قبیلہ حرمیم پرندوں کو اڑتا ہوا دیکھ
کر آ کر یہیں قیام پذیر ہو جاتا ہے۔ یہ قبیلہ شاید اسی لئے آیا تھا کہ ان ماں بیٹوں کی نگہداشت
کرے۔

ماں کی محبت ایثار اور قربانی کا یہ واقعہ تاریخ کے سیکڑوں صفحات میں اس طرح
بھیلا ہوا ہے کہ ہر صفحہ سے ماں کا تصور اس طرح ابھرتا ہے کہ آدمی ماں کے علاوہ اور کچھ
نہیں سوچ سکتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بار اللہ تعالیٰ
سے ہم کلام ہوتے ہیں تو ایک شخص کی شکایت
کرتے ہیں جو نہایت بد مزاج اور فاسق و فاجر ہے اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف پہنچاتا
ہے اور لوگوں کی زندگی اجیرن کئے دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے موسیٰ تم اس کی شکایت کیوں کرتے ہو جس کا حشر میں
تمہارے ساتھ کر ڈنگا۔ اس پر انھیں بہت تعجب ہوتا ہے اور وہ سوچتے ہیں کہ آج میں
اس راز کا پتہ لگاؤں گا۔ اس شخص کی دوکان پر پہنچتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ قصابی

گوشت کاٹ کر بیچتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں کو سحرت و مست بھی کہہ رہا ہے۔ آخر کا
 اس کا حال معلوم کرنے کی غرض سے اس کے گھر جاتے ہیں دیکھتے ہیں کہ اس کی ضعیف ماں
 جھولے میں پڑی ہے۔ آہٹ پر آنکھ کھول کر اپنے فرزند کو دیکھتی ہے۔ ایک کٹورہ پانی کا سوا
 کرتی ہے پانی کے آتے ہی پھر اس کی آنکھ لگ جاتی ہے مگر یہ بیٹا پانی لئے ہوئے اس انتظار
 میں کھڑا ہے کہ خدا جانے اب ماں کی دوبارہ آنکھ کب کھلتی ہے۔ اسی انتظار میں کھڑا رہتا گزر
 جاتی ہے بچہ کا وقت ہوتا ہے۔ اور آخر کار سحر نمودار ہو جاتی ہے ماں کی آنکھ کھلتی ہے۔ تو
 دیکھتی ہے کہ فرما بزرگوار بیٹا بنو پانی لئے کھڑا ہے پانی پیتی ہے اور دعائیں دیتی ہے حضرت
 موسیٰ یہ حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے فرمان کو یاد کرتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے ماں کی خدمت
 کا نقشہ دیکھتے اور اس کے صلے پر اللہ تعالیٰ کے حکم میں غور فرماتے ہیں۔

جس زمانہ میں فرعون کو کاہنوں پندتوں اور جوشیوں نے ڈرایا تھا کہ بنی اسرائیل
 میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری بادشاہی کو غارت کرے گا تو فرعون نے یہ سنتے ہی حکم دیا تھا
 کہ جو لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہو اس کو قتل کر ڈالا جائے۔ چنانچہ ہزاروں لڑکے قتل کر دیے
 گئے مگر حضرت موسیٰ کی والدہ پوخانہ نے اپنے بچے کو فرعون کے غیبل و غضب سے بچانے
 کے لئے ایک صندوق میں بند کر کے اللہ تعالیٰ کے اشارے پر دریا میں ڈال دیا اور دل
 ہی دل میں بچے کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہیں۔ اللہ کی قدرت سے
 وہ صندوق فرعون ہی کے آدمیوں نے دریا سے نکال کر فرعون کو پیش کر دیا۔ اور حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے محل میں ہونے لگی۔ بچے کو دو دوہ پلانے کے لئے
 حضرت موسیٰ کی والدہ ہی رکھی گئیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھاتا ہے۔ اور
 موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ماں ہی کی آغوش بخشی جاتی ہے۔ ماں کی محبت کا اندازہ کیجئے
 کہ ماں کو جب اپنے بیٹے کی جان کا خطرہ ہوتا ہے تو صرف اس امید پر کہ شاید بہتا ہوا
 صندوق دریا کے کنارے پر جاگے جہاں اس بچے کی جان بچ سکے۔ صندوق کا سہارا

لے کر اپنے بچے کو رخصت کر دیتی ہے اور اس کی گردن اڑاتے ہوئے یا اسے زندہ دفن کرتے
 ہوئے نہیں دیکھنا چاہتی ہے شاید کسی گھاٹ پہ جاگتے اور اس کی جان بچ جائے۔ صرف اس
 سہارے پر اسے دریا کی لہروں کے حوالے کر دینا ماں کی اس محبت کا اظہار ہے جو اسے
 قدرتی طور پر دو لویٹ کی گئی ہے۔ بچے کو بچالے کے لئے ماں کیا کیا کرکریں گاتی ہے اس
 کا اندازہ موسیٰ کی ماں کا قصہ پڑھ کر ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں

اس ماں کی پریشانی محبت کا اور بدنامی کا کیا
 عالم ہوگا جس نے ایک فرشتے کے کہنے پر کہ
 میں تمہیں ایک بیٹا دینا آیا ہوں گھر لگتی ہو اور ہر وقت دل ایک نامعلوم خوف سے
 دھڑک رہا ہو۔ اس خبر کے کچھ ہی دن بعد کھٹی ڈکاریں آرہی ہوں اور طبیعت گری گری
 سی رہنے لگی ہو۔ بیماری کا بہانہ بنا کر لوگوں سے روپوشی اختیار کر گئی ہو اور اس بدنامی
 سے بچنے کے لئے نئی نئی ترکیبیں ذہن میں آنے لگی ہوں اور ہر لمحہ دھڑکا گیا ہو کہ ماں اب
 کی شرافت پر تباہ کیا جائے گا اس ماں پر لوگ لعن طعن کریں گے جس نے اللہ تعالیٰ سے تہمت
 لجاجت و منیت و سماجت پر مجھے پایا تھا اور ہر روز لاڈ و پیار سے مجھے پال رہا ہے ماں کی پناہ
 خواہش اور تمنا پر میں اس دنیا کے آب و گل میں آئی مگر اس ہی کے لئے کلنا کا ٹیکہ
 بننے جا رہی ہوں۔ اور صرتا سید غیبی، ادھر تمسایوں کا خوف، بستی والوں کی ملامت
 کا ڈر۔۔۔ خدا جانے کیا کیا خیالات دل میں ابھرتے تھے۔ ماں بننے کی اسے کتنی بڑھی
 تہمت اسے ادا کرنا پڑ رہی تھی۔ کہاں جائے کہ ہر منہ چھپائے۔ دن گزرتے جا رہے ہیں
 بدنامی کا سانپ پھن اٹھائے ڈسنے کے لئے لہرا رہا ہے کہ آخر کار وہ دن آ ہی گیا جس کا
 ڈر تھا۔ دروزہ شروع ہوتا ہے لوگوں کے خوف اور بدنامی کی وجہ سے نظروں سے چھپ
 چھپا کر باہر نکل کی طرف جانا چاہتی ہیں کہ درد بڑھتا ہے ایک بیر کے پیر کا سہارا لیتی
 ہیں اور درد کی تکلیف اٹھا رہی ہیں۔ تن تنہا بے بار و مددگار اس پیر کے سائے تلے

حضرت مریم موجود ہیں حضرت عیسیٰ تولد ہوتے ہیں ماں کا دل دھڑکنے لگتا ہے آنکھوں
 تلے اندھیرا چھا جاتا ہے سچے کی شکل میں بدنامی نظر آرہی ہے اتنے میں غیب سے آواز آتی ہے
 میرا پیڑ بلاؤ میرے گرتے ہیں انھیں کھانے کا حکم ہوتا ہے اور اپنے پیروں کی طرف دیکھنے
 کے لئے کہا جاتا ہے ماں اپنے پیروں تلے دیکھتی ہے ایک چشمہ بہتا ہوا نظر آتا ہے پانی پتی
 ہیں۔ بیکھا کر اور پانی پی کر طبیعت سنبھلتی ہے۔ ادھر سچے کو حکم ہوتا ہے کہ اہل قریب سے
 مریم باتیں نہ کریں گی بلکہ تم باتیں کرنا۔ آخر کار خبر پائی جاتی ہے۔ کانا چھوسی اور آپس میں
 مشورے ہو رہے ہیں مگر مریم کو خاموشی کا روزہ رکھے ہوئے دیکھ کر بچے کی طرف مٹا
 ہوتے ہیں۔ ماں کی عفت و عظمت کا گواہ کوئی نہیں ہے اگر ہے تو کون وہی جس کے بولنے کا
 کسی کے دم و گمان بھی نہ تھا وہی نوزائیدہ بچہ گفتگو کرتا ہے اہل قریب کو اپنی گفتگو اور
 خدائے قدوس کی قدرت کی سامنے خاموش کر دیتا ہے۔ اڑوس پڑوس میں اس
 عجیب اخفت کی خبر آگ کی طرح کھینچ چھیل جاتی ہے شریف اور خدارسیدہ بزرگ سہیل
 مریم کی عفت اور پاکدامنی پر ایمان لے آتی ہیں حضرت عیسیٰ کی صداقت کی تصدیق کرنے
 ہیں۔ مریم کو ماں بننے کے لئے کن کن مراحل سے گزرنا پڑا کیا کچھ سڈنا پڑا اور کیسے برے
 لمحات سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کا اندازہ کس طرح لگایا جاسکتا ہے یہ صرف ماں ہی
 کا حق ہے کہ اس نے بدنامی اور رسوائی جھیلنے کے لئے پتھر کا جگر بنا لیا۔ ماں ہو تو ایسی
 ہو ماں کو ماں بننے کے لئے کیا کیا مصیبتیں کھانی ہیں برواشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس کا اندازہ
 اس میں ہی کر سکتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں

عرب کا ریگستان ہے اونٹوں کے سپاہی
 ہاتھیوں کے تاشانی بنے ہوئے ہیں۔
 افریقی ہیں چلی ہے راسمبلی کے عالم میں ادھر سے ادھر لوگ جھاگے جا رہے ہیں گرجا طلب
 کو اپنے اونٹوں کی پڑھی ہے ابرہہ کے پاس جاتے ہیں اپنے اونٹوں کی بازیافت کرنے

کے بعد یہ کہتے ہوئے چلے آتے ہیں کہ تو کعبہ کو ڈھانے آیا ہے جا کعبۃ اللہ کو ڈھا کر دیکھ لے
 جس کا گھر ہے وہ خود حفاظت کر لے گا۔ ابراہیم ہاتھیوں کو لے کر آگے بڑھتا ہے کعبہ پر لٹاریا
 ہونے جا رہی ہے کس کعبہ پر جو اللہ کے پیارے بندے کا قبلہ بنے والا ہے اور قیامت تک
 لوگوں کی توجہ کا مرکز۔

بارہ ماہ عدد عجیب

نہ جانے عجلت کیا سوچتے ہیں ان کو جو ش آتا ہے بارہ بیٹوں کا باب تلوار کا لکڑ
 صفا پہاڑی کی طرف لپکتا ہے ہاتھیوں کو کعبہ کی طرف آتے ہوئے دیکھ کر غصہ سے خون
 کھول اٹھتا ہے طبیعت میں اضطراب پیدا ہوتا ہے یک بارگی اس بیچ و تاب کے عالم میں
 ذہن میں ایک بات آتی ہے کہ رب العزت لے تو فرمایا ہے کہ میں اپنے گھر کا محافظ تیرے گھر
 میں پیدا کروں گا۔ ہو سکتا ہے عجلت اللہ کی بیوی آمنہ جو اس وقت حاملہ ہے اسی کی آہیں
 میں ہو کیوں نہ اس کا واسطہ دیکر رب کعبہ کے کعبہ کی حفاظت کی دعا کی جائے۔

محسن انسانیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کو حرم کے قریب لاکر اس محفل
 والی ماں کا واسطہ دے کر عجلت طلب اور ان کے بیٹے کعبہ کی حفاظت کی دعائیں مانگ
 کر اب یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں۔ قدرت خداوندی کو جو ش آتا ہے اور ماں جیسی
 مقدس مہستی کا واسطہ پا کر سیلاب بلا امتداد آتا ہے۔ طوفان کا نہیں ابر بار کا نہیں۔
 اندھی اور اونٹوں کا نہیں بلکہ چڑیوں کا پرندوں کا چھنڈ جو سارے آسمان پر چھا
 رہا ہے کس قوم کے لئے ہلاکت کا سبب بن کر امتا ہے۔

ابرہہ کے حکم پر گستاخ ذیل بان ہاتھیوں کو مار مار کر تھک جاتے ہیں اور آخر کار
 پیدل ہی خانہ کعبہ پر حملہ آور ہونے کا اقدام کرتے ہیں۔ ادھر اپنی جو بچوں اور بچوں میں
 دہلی ہوئی کنکریاں پرندے برسائے شروع کر دیتے ہیں۔ کنکریوں کی بارش ہو رہی ہے
 کنکریوں کی گولی کا کام کر رہے ہیں اور ہاتھیوں کی جگہ ماکول کی صورت میں کچھ
 دھنکلی ہوئی روٹی کے ڈھیر پڑے ہیں جو ابھی ابھی ذیل بان اور ہاتھی تھے۔ وہ ہاتھی کہا ہے

فیل ہاں کہاں گئے کعبہ مسکر رہا تھا۔ کعبہ مسکر رہا ہے کعبہ مسکراتا رہے گا ہاں کے واسطے دعاؤں کا اثر دیکھ لیا۔ کعبہ قائم ہے قائم رہے گا۔ و جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔

ہاں کی دعا اور اس کے واسطے سے دعا کے اثرات آج بھی باقی ہیں۔ ہاں کا دامن کپڑا جائے ہاں کو محبت کی نظروں سے دیکھا جائے ہاں کی جوتیاں سیدھی تو کجا ہیں۔ بڑھی تاثیر ہے ہاں کی خدمت میں۔ بڑا اثر ہے اس کی دعاؤں میں۔
ورد و ہوا اس خیر البشر پر اور اس کی متبرک مقدس ہاں پر جس نے ہمیں شرف الانبیاء جیسی نعمت سے الامال کیا۔

بقیہ مضمون حج

وہ بھی اس دنیا میں جنت کی ہی نعمت ہے۔ پھر مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس کی زیارت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں نماز پڑھنا اور براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر صلوة و سلام عرض کرنا طیبہ کی گلیوں اور وہاں کے چمکلوں میں پھیرنا وہاں کی ہوا میں سانس لینا اور وہاں کی مقدس زمین میں اور ہوا میں بسی ہوئی خوشبو سے دماغ معطر کرنا اور حضور کو یاد کر کے شوق و محبت میں خوش ہونا، کبھی ہنسنا کبھی رو پڑنا۔ بلذتیں ہیں جو حج کرنے والوں کو کرم مکرمہ اور مدینہ طیبہ پہنچ کر نقد حاصل ہوتی ہیں

عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی کتاب

از مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی مدظلہ

قیمت ۱۲ روپے

مکتبہ اسلام، گون روڈ لکھنؤ

کاروان مدینہ

پیمانہ پیمانہ

سلطانِ دو عالم ہوں خود ساقی مینا
صہبانے حرمِ حھیلے کہ پیمانہ بہ پیمانہ
دیوانگی دل کو جب سمجھوں میں اس کی
محشر میں جو وہ کہہ رہے ہیں جو مراد لوانہ
پھولوں کی محبت میں کاشٹول سے بھی الفت ہے
دیکھے تو کوئی ان کے الطاف کر پیمانہ
ہراک کے لئے بن کر وہ ابر کرم آئے
ہراک پہ نظر ان کی اپنا ہو کہ بے کار نہ
دنیا سے کچھ لے کر بلٹا ہی نہیں شام
بس اشکِ ندامت کے میں لاہا ہوں نڈر
یہ ہوش و خرد میرے ہمراہ نہیں چلتے
کچھ تو ہی سہارا دے لے لے غم میں مستانہ
در بار میں شاہوں کے دیکھی نہ کسی نے پھر
کلی میں نظر آئے جو شوکتِ شاہانہ
دنیا کو ضرورت ہے پھر خالد و حیدر کی
اے ساقی مینا نہ ہاں پھر کوئی پیمانہ
میں دوں ہوں کیوں کر اس روضہ اقدس سے
رہتا ہے جدا سا جد کب شمع سے پیمانہ



پیمانہ
پیمانہ
پیمانہ

کل کی خبر نہیں

عقیدہ رافع عثمانی بیہلے



زندگی اس کی گیندوں مسکراہٹوں اور اس کی فکر وں میں گھرا انسان لمحہ بھر کو بھی یہ نہیں سوچتا کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔ گھڑی کی ہر ٹک ٹک اس کو منزل سے قریب کرتی جاتی ہے۔ گزرتے ہوئے لمحے کے ساتھ موت کے پہنچے اس سے قریب تر ہوتے جاتے ہیں۔ جب موت کا فرشتہ پرداز قضاے کر آپہنچتا ہے تو ایک ماں اپنے نعل کو ایک بیوی اپنے محبوب ستر پر کھڑی اور ایک بہن اپنے ... بھائی کو لاکھ منیتیں کرنے پر بھی قضا کے ہاتھوں چھین نہیں پاتیں۔ اور جسم سے رُوح کو جدا ہونے دیر نہیں گزرتی ہے کہ وہی جسم جو آنکھ کی ٹھنڈک اور دل کا چین تھا اس کو جلد از جلد مقام حقیقی تک پہنچانے کی کوشش ہونے لگتی ہے۔ اب یہ ڈر ہے کہ جسم خراب نہ ہو جائے، اس کو قبر کے اندر جتنا جلد ہو سکے پہنچا دیا جائے۔ یہ وہی جسم ہے جس میں رُوح باقی رہنے تک سبھی ساتھی تھے مگر ایک رُوح کیا نکلی سب بے گئے۔ اب سب دو بھاگ رہے ہیں کوئی بھی تو ایسا نہیں ہے جو قبر کی تنہائی میں ساتھ دے سکے۔ اس تاریکی میں جہاں تاقیامت رہنا ہے کوئی جانے کو تیار نہیں۔ ہاں قبرستان تک سنب پہنچا کر اور مٹی کے ڈھیر کے نیچے دبا کر جڑ پا چا پ چلے آتے ہیں۔ اور اس کے اندر کیا ہو رہا ہے کسی گزری ہے کسی کو خبر نہیں ہے رُوح جسم کو دفن کرنے کے سبب پھر دنیا میں آکر گم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ پارکاندہوں پر سوار کر کے اپنے چہرے کو مٹی کے ڈھیر میں ملا دیتا۔ آنکھیں کھولنے کے لئے بہت

کافی ہے۔ آج اگر کسی کو قبرستان پہنچایا ہے۔ تو کل ہم کو بھی کوئی قبرستان پہنچائے گا۔ اور پھر ہمارے سامنے وہی سب مناظر ہیں آئیں گے جو ہم سے پیشتر آنے والے دیکھ چکے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔

موت کے آنے کا انداز جدا ہوتا ہے ایک اللہ کے بندے کے ساتھ اور ایک نافرمان بندے کے ساتھ۔ سب سے پہلے میں اللہ کے ان بندوں کا ذکر کروں گا جو موت کی تلخی کو شربت کے میٹھے گھونٹ سمجھ کر مینے ہیں۔ اور جنہیں مجبور حقیقی سے ملنے کی تمنا بنیاب کر دی ہے جتنا زیادہ وقت ان کا دنیا سے رخصت ہونے لگتا ہے اسی قدر ان کی بے قراری بڑھتی جاتی ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لہذا توں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کمر سے یاد کیا کرو۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے خوش ہوتا ہے ملک الموت کو اس کی رُوح آسانی سے نکالنے کی ہدایت فرماتا ہے۔ عزرائیل خوبصورت جوان کی شکل میں بہت عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے اس نیک بندے کے پاس تشریف لاتے ہیں۔ ان کے ساتھ پانچ فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ وہ سب دو قطاروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے پاس ریحان کی ٹہنیاں اور زعفران کی جڑیں ہوتی ہیں ان فرشتوں کے پاس سے خوشبو نہیں نکلتی ہیں۔ وہ جنت کے کفن لئے ہوتے ہیں پھر ملک الموت (عزرائیل) اس نیک بندے کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں اور ایسے عمدہ طریقے سے گفتگو کرتے ہیں کہ مرنے والا موت کی سبھی تکلیفوں کو بھول جاتا ہے اس صبر اور آزمائش کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے انعام ساتھ رہتے ہیں۔ جنت آنکھوں کے سامنے کر دی جاتی ہے۔ وہاں کے مناظر دیکھ کر بندہ دنیا کو بالکل بھولنے لگتا ہے اور عجب سرشاری اور بے خودی کے عالم میں اپنی جان اس مالک حقیقی کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ یہ پاک رُوح اس آسانی سے جسم سے نکلتی ہے جیسے

گتھے ہوئے آٹے سے بال نکال دیا جائے۔ اس کے بعد جب ہم سے روح جدا ہو جاتی ہے تو جسم اور روح دونوں ہی ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر مبارکباد میں کرتے ہیں۔ نیک بندہ جب نہلا یا جاتا ہے تو یہ فرشتے نہلانے والوں کی مدد کرتے ہیں اور خوشبو وغیرہ لگاتے ہیں۔ دنیاوی کفن پہننے سے پہلے ہی صبح بندہ جنت سے آیا ہو کفن ان فرشتوں کے ہاتھوں میں لیتا ہے اور سلام اور دعاؤں کے ساتھ نیک روح اللہ کے دربار میں پیش ہوتی ہے اور وہاں پہنچ کر سجدہ شکر کجا لاتی ہے۔

یہ نظر شیطان لعین کی آنکھیں دیکھ کر برداشت نہیں کر پاتی ہیں۔ وہ غصہ سے تپنے لگتا ہے مگر نیک بندوں پر اس کا کوئی حربہ کامیاب نہیں ہو پاتا ہے اور نیک روح فرشتوں کے حشر میں اللہ کے حضور پیش ہو جاتی ہے۔

اب اس کے بعد بڑی ہی مشکل گھڑی آہو سکتی ہے اور وہ ہے قبر کے اندر جانا اور جہاں تاقیامت رہنا ہے۔ قبرستان تک اپنے پرانے سب نے ساتھ دیا مگر اس گہرے گتھے میں اتار کر سب الگ ہو جاتے ہیں اور خاموش زبان سے کہتے ہیں دنیا نے ساتھ چھوڑ دیا اب تمہارے کام آئیں گے تمہارے اعمال اور یہی گھڑی برے امتحان کی ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے جو اس سے سہولیت سے چھوٹ گیا اس کے لئے اس کے بعد کی منزلیں سب آسان ہیں اور جو اس میں عذاب میں پھنس گیا اس کے لئے اس کے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ سخت ہیں“

قبر میں جاتے ہی قبر کا عذاب ایک کونے سے منحنہ نکالتا ہے اور چاہتا ہے کہ مرد کو ڈسے مگر اس وقت جب کہ سارے دنیاوی ساتھی باپ بھائی اولاد اور قریبی عزیز دوست احباب ساتھ چھوڑ کر دور جا کھڑے ہوئے ہیں۔ کوئی حالی کوئی مددگار نہیں ساتھ کون دیتا ہے کون اس آڑے وقت کام آتا ہے۔ دیکھنے اور سوچنے والی اور

غور کرنے والی یہ بات ہے۔ اس وقت ڈھال بن کر دائیں جانب نماز کھڑی ہو جاتی ہے جو صبح بندہ راتوں کو جاگ جاگ کر ادا کیا کرتا تھا۔ بائیں طرف سے حملہ ہوتا ہے۔ روزہ اڑے آج تلے پھر عذاب قبر سر کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ مگر وہاں بھی تلاوت قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کا ذکر راستہ روک لینے ہیں پیروں کی جانب سے وہ قدم عذاب قبر کو آگے بڑھنے نہیں دیتے جو اللہ کی پکار پر مسجدوں کی طرف بڑھا کرتے تھے سب طرف سے بار کر اور فرسندہ ہو کر قبر کا عذاب لوٹ جاتا ہے۔ اس وقت صبر آگے بڑھ کر کہتا ہے۔ اب میں قیامت میں اس کے اعمال کو پورا کروں گا۔

قبر میں لٹانے کے بعد مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جنہیں منکر منکر کہا جاتا ہے ان کی شکل بہت بھیانک اور ڈرا دنی ہوتی ہے جس کے دیکھنے کی تاب چاہے جتنا دلیر ہو قطعی نہیں کر سکتا۔ وہ مردے کو اٹھنے کا حکم دیتے ہیں اور وہ اٹھ کر بٹھ جاتا ہے پھر اس سے اس کے رب۔ اس کے دین۔ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوالات کرتے ہیں مومن بندہ تسوں جوابات درست دیتا ہے اور درست جواب پا کر یہی فرشتے اللہ کے حکم سے اس کی قبر کو کشادہ کر دیتے ہیں اور جنت اس کے سامنے کر دی جاتی ہے جس کے ستر دروازے قبر میں کھول دیے جاتے ہیں جہاں سے خوشبو میں لسی ہوئی ٹھنڈی ہوا میں تاقیامت قبر میں آتی رہتی ہیں۔

یہ انجام ہے ایک مومن کا جس سے اللہ پاک راضی اور خوش ہوتا ہے۔ آئیے اس ذرا اپنی حالتوں پر نظر ڈالیں۔ کون اس زمرے میں آتا ہے قبر میں ساتھ دینے والے پانچوں مددگاروں کو کس نے دوست بنایا ہے۔ نماز سب سے پہلی چیز جو ہم کو عذاب سے بچاتی ہے اس وقت جب کہ کوئی حاجی اور ناصر نہیں ہوتا۔ کتنی بہنیں اور بھائی ہیں جو اس کی پوری ادائیگی کرتے ہیں۔ آج نماز سب بھولے ہوئے ہیں کل جب قبر میں عذاب کھڑے گا۔ تو نماز تکو چھوڑ دے گی۔ پہلا حملہ کامیاب رہے گا۔ بتائے ذرا غور کیجئے اس وقت

کیا حال ہوگا۔ اسی طرح ہمارے دوسرے معادن روزہ تلاوت قرآن مجید۔ ذکر اذکار اور صبر و تحمل آتے ہیں۔ میری بہنوں ذرا سوچئے اور پچاس دین کے ستون کو نماز، مصیبتوں سے بچو لیجئے انشاء اللہ عالم برزخ سے تاقیامت ساری مشکلیں آسان ہوتی جائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مؤمنین میں سب سے زیادہ سچھدار کون ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کا کثرت سے ذکر کرنے والا اور اس کے آنے سے پہلے پہلے اس کے لئے بہترین تیار کرنے والا۔

وہی لحد جو کیردوں اور سانپوں اور کچھوؤں کا گھر بن کر آنے والا ہے ایک شفیق ماں کی طرح آپ کا استقبال کرنے کو تیار رہے گی۔ اور آپ کو بچا رہے گی کہ اے اللہ کی خوش نصیب بندہ ہی آجھ کو آباد کر میری گود میں دنیا کی تکلیفوں سے نجات حاصل کر کے مٹھی نیند سو جا

اسی طرح جیسے ایک ماں اپنے دلارے بچے کو تھک تھک کر لوریاں دے دے کر سلاتی ہے۔ ہماری ہی قبروں سے زیادہ رحمدل اور محبت کرنے والی بن جائے گی مگر شرط ہے پہلے اللہ کی رضا حاصل کیجئے گناہوں سے توبہ کر کے آج سے نماز کی پابندی اختیار کر لیجئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عذاب قبر سے بچائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک قبروں میں بھی عذاب ہوتا ہے اور اس کے بعد سے ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

ہم سب کو بھی نماز کے بعد عذاب قبر سے نجات پانے کی دعائیں اللہ تعالیٰ سے گراگرا کر مانگنا چاہئے۔ اس کے بعد دیکھیے پھر کیا ہوتا ہے۔

بچوں کے لئے سیرت نبوی

ازامہ اللہ تسنیم (مجموع) نہایت آسان زبان اور دلنشین انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ ہر مسلمان بچے کے پڑھنے کیلئے ضروری کتاب

ہمارے حضور

حکمتیہ اسلام، گورنمنٹ پبلسیشنز، لاہور

قیمت تین روپیہ

سلام

محمد ہدیر احمد

سید المرسلین تم پہ لاکھوں سلام
شاہ دنیا و دین تم پہ لاکھوں سلام
اے جان جہاں، حامی بے کساں
حاکم دو جہاں تم پہ لاکھوں سلام
امام ہدی، خاتم الانبیاء
تم ہو نور خدا تم پہ لاکھوں سلام
اے طیبہ نشین، شافع المسلمین
پیکرِ علم دین تم پہ لاکھوں سلام
شاہ جن و بشر، مالک خشک و تر
حاکم بحر و بر تم پہ لاکھوں سلام
حضرت مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ
شاہ خیر الوری تم پہ لاکھوں سلام
اے شفیع الامم، حضرت محترم
وجہ ایجاد عالم تم پہ لاکھوں سلام
ہیں روشن روئے نور سے شمس و قمر
اک نظر بندر پر تم پہ لاکھوں سلام

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

علامہ سید سلیمان ندوی



حضرت حفصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، ماں کا نام زینب بنت مفلحون تھا۔
 بخت سے پانچ برس پہلے اس سال جب قریش خانہ کعبہ کو تعمیر کر رہے تھے پیدا ہوئیں ان کی پہلی
 شادی حنیس بن حذافہ سے ہوئی اور انھیں کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی جس سے نے عروہ بدر
 میں زخم کھائے اور واپس آ کر انھیں زخموں کی وجہ سے شہادت پائی حنیس نے اپنی یادگار
 میں حضرت حفصہ سے کوئی اولاد نہیں چھوڑی حضرت حفصہ کے بیوہ ہو جانے کے بعد حضرت
 عمر کو ان کے نکاح کی فکر ہوئی سو اتفاق سے اسی زمانہ میں حضرت رقیہ کا انتقال ہو چکا
 تھا اسی بنا پر حضرت عمر نے سب سے پہلے ان کے نکاح کی خواہش حضرت عثمان سے کی۔
 انھوں نے کہا میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے ذکر کیا
 انھوں نے خاموشی اختیار کی، حضرت عمر کو ان کی بے اتفاقی سے رنج ہوا، اس کے بعد
 جناب رسالت پناہ نے حضرت حفصہ سے نکاح کی خواہش کی، نکاح ہو گیا۔ تو حضرت
 ابو بکر حضرت عمر سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہ کے نکاح کی درخواست کی
 اور میں خاموش رہا تو تم کو ناگوار گزارا لیکن میں نے اسی بنا پر کچھ جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ
 نے ان کا ذکر کیا تھا اور میں آپ کا راز فاش کرنا نہیں چاہتا تھا اگر رسول اللہ نے ان سے
 نکاح نہ کر لیا ہوتا تو میں اس کے لئے آمادہ تھا۔

حضرت حفصہ آخر حضرت عمر کی بیٹی تھیں اس لئے مزاج میں ذرا تیزی تھی بخاری میں

واقعات کے متعلق خود حضرت عمر کا بیان ہے کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی چیز
 نہیں سمجھتے تھے میں ایک دن کسی معاملہ میں غور کر رہا تھا اتفاق سے میری بی بی نے کھجور
 دیا، میں نے کہا کہ تم کو اس معاملہ میں کیا دخل ہے وہ بولیں تم اس بات کو اپنہ نہیں کرتے حالانکہ
 تمھاری بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کا جواب دیتی ہے، میں اٹھا اور حفصہ کے پاس
 آیا۔ میں نے کہا بیٹی تم رسول اللہ کو جواب دیتی ہو، یہاں تک کہ آپ دن بھر بخیرہ رہتے
 ہیں بولیں ہاں ہم ایسا کرتے ہیں میں نے کہا خبردار میں تمھیں عذاب الہی سے ڈراتا ہوں
 تم اس کے ٹھنڈے میں نہ آ جانا جس کے حسن نے رسول اللہ کو دریافت کر لیا ہے۔

وفات :- حضرت حفصہ ۳۵ھ میں جو امیر، حاد بنیہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا
 وفات پائی، وفات سے پیشتر اپنے بھائی عبداللہ بن عمر سے اس وصیت
 کی تجدید کی جو حضرت عمر نے ان کو کی تھی، کچھ جا بجا دیکھی وہ ان کی اور کچھ مال صدقہ
 دیا مروان بن حکم نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا، نماز جنازہ پڑھائی۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی چند کتابیں

ایک روپیہ	محسن عالم	پچاس پیسے	انسان کی تلاش
کچھ پیسے	نشان راہ	پچاس پیسے	غریب یا تہدیب
ایک روپیہ	اسلام مکمل دین	کچھ پیسے	صورت و حقیقت
پچاس پیسے	عصر جدید کا چیلنج	پچاس پیسے	آنکھوں کی سوچیاں
ایک روپیہ	نیا طوفان	کچھ پیسے	دو انسانی سپر
دو روپے	مقام انسانیت	دو روپیہ پچاس پیسے	پریم انسانیت

مکتبہ اسلام، گولڈ روڈ، کھٹو

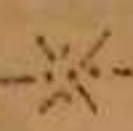
سبز گنبد کی بہاروں میں وہ زیبائی ہے
 عرش اعظم بھی مدینہ کا متائی ہے
 تجھ سے پہلے تھا ہر اک سمت خزاں کا عالم
 تیرے آنے سے ہر اک شے پہ بہار آئی ہے
 جب ترا ذکر کیا، نور کا ہا دل برسا
 جب ترا نام لیا جان میں جان آئی ہے
 تجھ کو اللہ نے محبوب کہا خوب کہتا
 تیری عظمت کی دو عالم نے قسم کھائی ہے
 کون ہے ختم رسل ہادی کل تیرے سوا
 عشر تا عشر ترے نور کی پہنائی ہے
 پھیل جاتی ہے اسی زلف کی خوشبو دل میں
 ہو کے طیبہ سے کسی دن جو صبا آئی ہے
 جشن میلاد میں غافل مری نعمتیں سنکر
 منزل عشر سے جلوں کی برات آئی ہے

غافل
 کر نالی

جب
 ترا
 ذکر
 کیا

نصیحت و عبرت

باب الدین



حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تھلنی رات باقی رہ جاتی تھی
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! اللہ کو یاد کرو پہلا صورت بھوکھا جانے
 والا ہے اور اس کے بعد دوسرا بھوکھا جائے گا موت آپہنچی اپنی سختیاں لے کر موت آپہنچی
 اپنی سختیاں لے کر

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بحرین سے مشک آگیا آپ نے فرمایا کوئی عورت
 اسے تول دے تاکہ میں تقسیم کر دوں تاکہ آپ کی بیوی حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ میں تول دوں گی فرمایا
 تم سے نہیں تولواؤں گا کیوں کہ تولنے وقت تمہارے ہاتھ میں لگے گا لہذا یہ ہوگا کہ تمہارے ہاتھ
 میں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ مشک آجائے گا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ایک دن روزہ رکھا اور افطار کے وقت یا اس کے
 بہان کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اس کھانے کو دیکھ کر ان کو پانے اچھا یاد آگئے دل
 بھرا یا اور آخرت کی ایسی فکر دامن گیر ہوئی کہ فرمانے لگے کہ مصعب بن عمیرؓ شہید ہوئے وہ
 مجھ سے بہتر تھے ان کو ایک چھوٹی سی چادر میں کفن دیا گیا اس چادر سے ان کا سر ڈھکا جانا
 تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکے جاتے تو سر کھل جاتا۔ سمرقند رسول خدا کے چچا شہید ہوئے

وہ مجھ سے بہتر تھے وہ بھی تنگی اور محتاجی کے زمانے میں دنیا کے فانی سے رخصت ہوئے اس کے دنیا بزم کو بہت زیادہ دیدی گئی اور ہم کو اچھا کھانے اور پینے کو بلانے لگا اور اچھی زندگی گزارنے کے قابل ہوئے اب ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ جو کچھ دنیا ہمیں ملی ہے ہم کو تکیوں کے بدلے نہ مل گئی ہو اور ہم آخرت کے ثواب سے نہ محروم کر دیے جائیں اس کے بدرونے لگے اور اتنا روئے کہ اس کھانے کو نہ کھاسکے جو پیش کیا گیا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت امام زمین العابدین نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی محلہ والے آگ بجھانے کو دوڑے بڑا شور و غل ہوا مگر آپ نمازی پڑھتے رہے فراعنت کے بعد جب لوگوں نے پورا حال عرض کیا تو فرمایا آخرت کی آگ کی فکر نے مجھے دنیا کی آگ سے غافل رکھا۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنی کمر پر لکڑیوں کا گھڑ رکھ کر بازار میں گزرے لوگوں نے آپ کو اس تکلیف کے اٹھانے کی کیا ضرورت ہے آپ کو اللہ کے سب کچھ دیا ہے مزدوری پر بھی آپ اٹھوا سکتے ہیں یہ سن کر فرمایا اس طریقہ سے میں اپنے اندر تکبر کو توڑتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جنت میں وہ شخص نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں رانی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

علی بن عبد محمد نے بیان فرمایا کہ میں کراچی کے مکان میں رہتا تھا ایک مرتبہ میں نے ایک تحریر لکھی جس کے خشک کرنے کے لئے مٹی کی ضرورت ہوئی اس مکان کی کچی دیواری مجھے خیال آیا کہ ذرا سی مٹی اس دیوار سے کھرچ کر اس تحریر پر ڈال دوں۔ پھر خیال آیا کہ کراچی کا مکان ہے رہنا تو درست ہے مگر مٹی تحریر پر ڈالنا درست نہیں

معلوم ہوتا ہے خیال ہوا کہ ذرا سی مٹی میں کیا مضائقہ ہے لہذا میں نے ذرا سی مٹی کھرچ کر تحریر پر ڈال دی۔ رات کو خواب دیکھا کہ ایک صاحب کھرے ہوئے فرما رہے ہیں کل قیامت میں اس کھنڈے کا پتہ چلے گا کہ ذرا سی مٹی لینے میں کیا حرج ہے

حضرت مہیوں بن مہران ایک مرتبہ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ جماعت بڑھ چکی ہے فوراً اٹھا اٹھا دانا الیہ را جعون پڑھا اور فرمایا جماعت کی نماز مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب تھی۔

کھنڈ کا مشہور و معروف خوشبودار خوشنفاذ مفید صحت تمباکو خوردنی

رائل زردہ	اسپیشل رائل زردہ	اکسٹرا اسپیشل رائل زردہ
نمبر ۷۰۱	اور	نمبر ۵۰۱
(ہمیشہ استعمال کیجئے)		
رائل زردہ فیکٹری	سعادت گنج کھنڈ ۲۲۶، ۲۲۷	

بہار نو

بے بی ٹانگ



بچوں کے دانت نکلنے کی تکلیف بردہ نمی، دست اور عام کمزوریوں کے لئے

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ



چکی باتیں

از مولانا عبدالملک دریا بادی

۱۶ اکتوبر ۱۹۴۳ء کچھلے ہفتہ جو کھنڈو جانا ہوا۔ ذیل کی روایات شہر میں عام طور پر پھیلی ہوئی مختلف زبانوں سے سننے میں آئی ہیں۔

مال کی بات ہے کہ ایک میت شہر کے مشہور قبرستان عیش باغ میں لائی گئی جنازے کے ہمراہ ایک صاحب کی اوپر کی جیب میں ایک بڑی رقم کے نوٹ تھے۔ قبرستان سے واپسی پر انھیں پتہ چلا کہ جیب نوٹوں سے خالی تھی۔ راستے میں کہیں نہ ملے۔ خیال یہی ہوا کہ دفن کے وقت قبر میں گر گئے۔ ایک عالم کے پاس جا کر قبر کھودنے کی اجازت چاہی، انھوں نے فرمایا کہ ایسی ضرورت کے وقت قبر کھودنے میں مضائقہ نہیں، البتہ اس کی احتیاط رکھنا کہ میت پر نظر نہ پڑے۔ یہ اٹھے اور تودہ قبر کی مٹی مٹا کر ابھی حوض ہی تک پہنچے تھے کہ کھوئے ہوئے نوٹ مل گئے۔ بہت بروہی اور شوق یہ پیدا ہوا کہ حوض قبر کے اندر جھانک کر خود میت کی کیفیت بھی ذرا دیکھنے چلے۔ آہستہ سے ایک تختہ مٹا یا میت نظر نہ آئی البتہ ہاتھ کو کچھ گرمی سی محسوس ہوئی۔ اس کا خیال نہ کر کے کچھ تختے اور مٹائے تو اب دیکھتے کیا ہیں کہ۔

معاذ اللہ وہ منظر! — میت ایک کونے میں دبی دیکھی سمٹی ہوئی، بیٹھی ہوئی ہے اور

دو شخص مہیب صورت، سیاہ فام اس کے پاس کھڑے لوہے کی سلاخ اس کے سر میں داخل کر رہے! اب دیکھنے کی تاب کسے تھی، خون سے بے خود جلدی جلدی یہ سختے برابر کر کے بے تحاشہ بھاگے اور اب جو دیکھتے ہیں تو اپنا ہاتھ بھی جلا ہوا۔ چنانچہ ہاتھ کا علاج ایک اسپتال میں کر رہے ہیں۔

روایت کے بعض راوی محض راوی نہ تھے سائل بھی تھے انھوں نے سوال نفس روایت سے کیا کہ یہ ہے کبھی؟

واقعہ کے نفس امکان کا جہاں تک تعلق ہے وہ تو کوئی شک و تردید کی بات نہیں۔ عذاب قبر انہی جگہ پر بالکل ثابت ہے (اللہ پر ایمان کو محفوظ رکھے، البتہ اس کا تعلق عالم برزخ سے ہے اور برزخ کے معاملات عموماً و عادیۃً عالم ناسوت میں مشابہ نہیں ہوتے۔ شاید اس لئے کہ بشری قوی ناسوتی منزل ان مشاہدات کا تحمل نہ کر سکیں لیکن اگر کبھی کسی خاص مصلحت و حکمت سے کسی پر منکشف کر دیے جائیں تو کوئی امر مانع اس میں بھی نہیں۔ بہر حال تلاش و تفتیش راوی اول کی ہونا چاہئے۔ وہ اگر مل جائیں اور ہر نقطہ و معتبر ہو تو کوئی خاص وجہ روایت کی تکذیب کی بھی نہیں۔

کام کی بات روایت کی تحقیق نہیں۔ اس کے ثبوت و عدم ثبوت دونوں حالتوں میں عذاب الہی ڈرنے کی چیز بہر حال ہے۔ ہم میں سے ایک ایک کے لئے ہے خواہ عذاب اس دنیا میں ہو یا برزخ میں یا آخرت میں۔ مبارک ہیں وہ جو کل کے تصور سے آج ہی ڈرتے لڑتے رہتے ہیں اور بد نصیب ہیں وہ جو آج کی غفلتوں میں کل کو بھولے ہوئے ہیں۔

رسول کی بتائی ہوئی تعلیمات، ہمارے لئے کافی ہے۔ زائد ہیں اور ہر جہد ید راوی و شاہد کی روایت و شہادت سے بے نیاز کر دینے والی۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ

ولادت :-

حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ۶ ذیقعد ۱۲۲۲ھ کو گنگوہ ضلع بہار پور میں پیدا ہوئے۔ ابا خاندانی اعتبار سے آپ نجیب الطرفین انصاری الیوبی النسل تھے۔
تعلیم و تربیت :-

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی محمد تقی مرحوم سے حاصل کی جو فارسی کے مسلم الشیخ استاد تھے اور عربی کی ابتدائی کتابیں مولوی محمد بخش رامپوری سے پڑھیں اور اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے جہاں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور مولوی محمد اسحاق درسی حدیث دے رہے تھے لیکن حضرت گنگوہی صاحب دہلی تشریف لے گئے تو یہ دونوں حضرات دہلی سے ہجرت فرما چکے تھے اور دہلی میں اس وقت شاہ عبدالغنی حنا اور شاہ احمد صاحب کے علاوہ مولانا مملوک العلی کا دم رہ گیا تھا۔ حدیث شاہ عبدالغنی محدث سے پڑھی اور اس میں عبور حاصل کیا۔ یہاں تک اپنے وقت کے شیخ الحدیثین قرار پائے۔
علم کے حاصل کرنے میں آپ کو مشغولیت اس قدر تھی اس کے علاوہ ذہن کسی کام میں نہیں لگتا تھا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ مطالعہ کے دوران کھانے کا وقت ہو جاتا، اور آپ کو کھانا یاد نہ رہتا کہتی رہتا، ایسی گندیں کہ آپ کتاب پڑھتے پڑھتے سو گئے صبح اٹھے تو معلوم ہوا کہ اس کا کھانا نہیں کھا، پھر تحصیل علم میں اس استغراق کا نتیجہ تھا کہ آپ علوم و فنون کے بے پایاں سمندر بن کر نکلے اور ایک خلافت نے اس سمندر سے فیض اٹھایا۔
بیعت و ساوک :- سید الطائف حضرت حاجی اباواللہ صاحب قدس سرہ کا آفتاب رشید

۱۱ ہدایت اس وقت بام پر تھا حضرت گنگوہی نے جب تعلیم مکمل کی تو کچھ دنوں کے بعد حضرت حاجی صاحب کی خدمت مبارکت میں حاضر ہوئے اور درخواست بیعت کی جو تھوڑی آزمائش کے بعد قبول کر لی گئی اور بیعت کے چند ہی روز کے بعد اجازت و خلافت سے منسب ہوئے۔
شوق جہاد :-

حضرت گنگوہی کو جہاد فی سبیل اللہ کا بڑا ہی شوق تھا اور حضرت صاحب کرام کی طرح اس دہلی میں برٹشوں کو عزت و سعادت سمجھتے تھے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء نے جو کردار ادا کیا اس کا ایک حلیل بقدر نمونہ حضرت گنگوہی اور آپ کے ساتھیوں کا پیش کردہ ہے۔
ثانی کا میدان گواہ ہے کہ اللہ کے ان بندوں نے طاغوت اور کفار کی طاقت کے کس طرح ٹکری؛ اور آزادی کا ایک ایسا شعلہ بھڑکا یا کہ پورا بڑھیر بند و پاک باطل کے سامنے چٹان بن کر کھڑا ہو گیا اور انگریزوں کو اس ملک سے واپس جانا پڑا۔
مخلوق کے ساتھ شفقت :-

حضرت گنگوہی سر ابا رحم و شفقت تھے کسی کی ذرا سی تکلیف اور پریشانی پر بے چین ہو اٹھتے تھے اور بچوں پر انتہائی شفقت و محبت فرماتے آپ کے نواسہ حافظ محمد یعقوب صاحب کی صاحبزادی رقیۃ حسن کی عمر تین چار سال کی تھی اس وقت آپ کے پاس آئی تو آپ اس کو نہایت توجہ کے ساتھ چہر پانی پر بٹھا لیتے اور اس کو کھلاتے پلاتے۔
اسی طرح آپ نریدین اور شاگردوں کے ساتھ آپ کا معاملہ انتہائی نرمی اور محبت کا ہوتا تھا ہر شخص یہ محبت حالہ حیات سب سے زیادہ چھٹی کو چاہتے ہیں اور چھٹی پر شفقت فرماتے ہیں۔
حضرت گنگوہی کے دامن تربیت سے نسلاں ہو کر ایسے ایسے باکمال آفتاب رشید ہوئے۔
ہمدردی :- جن کی سبب ہستیوں سے ایک عالم منور ہو گیا جیسے حضرت مولانا ظلیل محمد بہار پوری
مولانا عبدالقادر تیسیم رائے پوری حضرت مولانا سید احمد مدنی شیخ امجد مولانا محمود حسن وغیرہم

تعلیم
فتوہ جاری
تعلیم اللہ علیہ
تعلیم اللہ علیہ
تعلیم اللہ علیہ

خوش ذائقہ

کاؤس: ایک مراکشی کھانا۔

گوشت آدھا سیر مرغی آدھ سیر، مٹر چائے کا ایک پیالہ، شلغم آدھا پاؤ، گاجر ایک پاؤ، چھ بڑے سائز کے ٹماٹر، تھوچ چار عدد، ایک کپ سوئیاں، تین کپ پانی، مٹھی بھر کشمش گھی اور نمک

حسب منشا،

توکیب: ساری سبزیاں چھیل کر دھولیں اور ان کے ٹکڑے کر لیں، ٹماٹر کو بھی کاٹ لیجئے، دگھی میں گھی گرم رکھ کر گوشت اور مرغی کے ٹکڑے ڈالیں، نمک مرچ گاجر شلغم پیازہ بارہک یا ایک کاٹ کر مٹر، تھوچ، لونگ بھی ڈالیں کچھ دیر بھوننے کے بعد تازا پانی ڈالیں کہ سب چیزیں گل جائیں سوئیوں کو الگ ابال لیں اور جب چیزیں گل جائیں تو پلٹ میں ڈال کر سوئیاں ڈالیں اور پرے کشمش چھریں پھر ٹماٹو ساس ڈالیں۔

ٹماٹر کا گوشت :-

گوشت بکرے کا آدھ سیر، ٹماٹر تین پاؤ، بری مرغی آدھ پاؤ، اورک دو پانچ کا ٹکڑا۔

ہسن بارہ کلیاں، آلو ایک پاؤ، انڈے دو عدد ہر ادھنیا گھی حسب منشا،

توکیب: گوشت کو دھو کر دگھی میں ڈال دیں اور ہسن بارہک پیس کر ڈال دیں ساتھ ہی نمک اور ٹماٹر کے بارہک، ٹکڑے کر ڈال دیجئے، آدھا کپ پانی ڈال کر ڈھکن مضبوطی بند کر کے ہلکی آہنی پر رکھ دیجئے، جب گوشت گل جائے اور ٹماٹر کا رس گاڑھا ہو جائے تو آٹا لیجئے اور آلو کے ٹکڑے بنا لیجئے، انڈے ابال کر اس کے ٹکڑے کر لیجئے کھاتے وقت گوشت پلٹ میں نکالنے اور انڈے کے ٹکڑے اوپر ڈالنے ہر ادھنیا کاٹ کر چھڑکئے

ناریں کی مچھلی: مچھلی ایک سیر، ناریں ایک عدد، چٹا ٹماٹر ایک عدد، دھنیا سرخ مرچ، نمک

گھی یا تیل حسب منشا، پیاز بڑی ایک عدد، لہسن چار کلیاں۔

توکیب:- ناریں کا پانی نکال لیں اور اس کے گودے کو بارہک پیس لیں مچھلی کو ہسن لگا کر دھولیں تاکہ اس کی بو چلی جائے اب اس کے قیلے کر لیں گھی یا تیل میں پہلے پیاز سرخ کر لیں پھر لہسن دھنیا نمک مرچ اور ٹماٹر ڈال کر دھیمی آہنی پر بھونیں جب مسالہ تیار ہو جائے تو مچھلی ڈالیں ساتھ ہی ناریں کا پانی اور گودا ڈال دیں۔ کپنے پر اتار لیں کھاتے وقت ہر ادھنیا اور کٹی ہوئی ہری مرچ اور پیسے ڈال کر نوش فرمائیں۔

سندھی پلاؤ:

چاول ایک سیر، گوشت آدھ سیر، ہری مرچ پانچ یا چھ عدد، پیاز بڑی دو عدد، گاجر آلو مٹر، پیٹنیوں چیزیں ملا کر آدھ سیر، ٹماٹر آدھ سیر، پورے گرم مسالہ، سرخ مرچ اور نمک حسب منشا، گھی دگھی میں ڈال کر پیازہ بارہک کتر کر ڈالیں، بادامی ہونے پر گوشت ڈالیں ساتھ ہی نمک سرخ مرچ، ہری مرچ اور گرم مسالہ ڈال کر خوب بھونیں جب مسالہ یک جان ہو جائے تو اتنا پانی ڈالیں کہ اس میں چاول کپ جائیں، جب پانی سوکھ جائے تو دم پر لگا دیں ذہی کے ساتھ نوش فرمائیں۔

بھیجہ کتاب:

بھیجہ ایک عدد، پانچ منٹ تک ابالیں پھر ٹھنڈا کر کے احتیاط سے چھلکا اتار لیں کہ بھیجہ ثابت رہے، اورک لہسن، ہر ادھنیا، ہری مرچ، نمک اور ایک انڈا سوکھی ڈبل روٹی کا چوراہن کھانے کے چھوٹے برابر گھی، بھیجہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر لیں، پھر سارا مسالہ پیس لیں اور بھیجہ کے ٹکڑے پر اسی طرح لگا لیں اب ڈبل روٹی کے چورے میں لپیٹ کر ٹکڑے کو چھٹا کر کے تکر لیں اور انڈے ڈبو کر تلیں۔